سالانہ محصول ڈاک پیشگی تین روپے

ششماہی محصول ڈاک پیشگی ایک روپیہ بارہ آنے۔

جلد ۱ | بمبئی: دوشنبہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | نمبر ۳۸

مقدمۃ الجیش

گیارہوین شریف

اس گئے گذرے زمانہ مین بھی مسلمانون کے دلمین بہت کچھ اسلامی جوش ضرور باقی رہگیا ہے۔ سچے مسلمان اسلامی تقریبون وہ دہوم دہام کرتے ہین کہ مخالفان اسلام کے دل آتش حسد سے خاک سیاہ ہوجاتے ہین۔ شہر خاص بمبئی مین ربیع الاول کی بارہوین اور ربیع الآخر کی گیارہوین کو اسلامی محلون مین تو وہ روشنی کا انتظام ہوتا ہے کہ رات پر دن کا دہوکا ہوتا ہے۔ مسجدین جو کسی وقت کے ہاتہ اُجڑ گئی ہین۔ اور گھر گھر میلاد شریف کے جلسے بڑی دہوم دہام سے ہوتے ہین۔ کل کی رات گیارہوین شریف کی مقدس و متبرک شب تھی۔ ناظران شب زندہ دار مسجدون مین خدا سے لو لگائے ہوئے تھے۔ معدن جوش اسلام کے بھرے ہوئے مسلمان دونون ہاتہون سے ثواب لینے کیلئے جلسہ میلاد مین شریک ہوئے تھے۔

زر سبکو عزیز ہے

ہم تو سمجھتے تھے کہ برٹش رعایا ہی کو ہمیشہ یہ شکایت لگی رہتی ہے کہ گورنمنٹ نئے نئے ٹیکسون سے ہمارا کچومر نکال چلا۔ کوئی چیز ایسی باقی نہین رہی جسپر محصول نہ لگایا گیا ہو بلکہ روز بروز نئی نئی تدبیرین محصول بڑھانے کی سوچی جارہی ہین مگر دنیا کی اور سلطنتون کی طرف نظر کیجئے تو وہان بھی یہی سمان نظر آئیگا سبکو یہی فکر لگی ہوئی ہے کہ محصول بڑھا دیا جائے اور ہر شی پر اسلئے کہ بندگان خدا کا عزیز خون بہانے کے سامان مین کسی طرحکی کمی باقی نہ رہ جائے۔ جنگی سامان کی بڑے زور و شور کے ساتھ تیاریان ہو رہی ہین۔ اور غریب رعایا کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔

جرمنی نے ترقی محاصل کا ایک جدید بل شایع کیا ہے جسکے رو سے چاء۔ کافی مصالحہ شکر وغیرہ اشیاء پر حسب ضرورت محصول بڑھایا جائیگا۔ رعایا کی کیا مجال جو ذرا بھی چون کر

پھر بغاوت نے زور کیا

کمبخت چینی بھی عجب بھیا بڑی کے بنے ہوئے ہین فساد و شورش کے بغیر انہین کسیطرح چین نہین آتا۔ اور چینی گورنمنٹ مفت مین بدنام ہوتی ہے۔ انہین باغیون کے کرتوتون کا نتیجہ ہوا کہ سدہا چینی سپاہیون کی جانین تباہ ہوگئین۔ اور اسقدر تاوان بھگتنا پڑا کہ عمر بھر چینی سلطنت یاد کریگی۔ اب سنا جاتا ہے کہ باغیون نے پھر سر اوٹھایا ہے اور رعایا پر سخت جور و تعدی کر رہے ہین۔ چینی سپاہیون کو یہ فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہو وہ لوگ پھر ہماری جان کے پیچھے پڑ جائین اسلئے انکی بغاوت کے انسداد کی کوشش کر رہے ہین۔ دول یورپ کو اب یہ بخوبی ظاہر ہوگیا ہے کہ ہماری تھوڑی سی فوجکا یہان مستقل قیام کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ باغیون کے حوصلے اور بڑھ جائینگے۔ اور پہلی سی مارکوٹ کا بازار گرم کرینگے اور انکے خوف سے ہمارے عیسائی بھائیون کو ہر وقت فساد و ہیبت ہوجائیگا۔

آفت مول لی ہے

چین سے لڑائی چھیڑ کر تو تمام طاقتیں مفت کے جنجال میں پھنس گئی ہیں۔ چین نے تو مزے سے پیکن میں آنے کی تیاریاں کر لی ہیں۔ اور یورپین طاقتیں باہمی مخالفت میں پھنسی ہوئی ہیں۔ اور ہر طاقت کو یہی اندیشہ ہے کہ ہم سلطنت کے حصے بخرے کرنے سے تو باز آئے مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ جب سب فوجیں یہاں سے چل جائیں تو کوئی طاقت موقع پاکر اکیلی اس پر قبضہ نہ کر بیٹھے۔ کوئی اس فکر میں لگا ہوا ہے کہ اتنا بڑا شکار مفت میں ہاتھ سے جاتا ہے اور بالفرض اگر دوسری سلطنتوں کے ساتھ ہمارا حصہ بھی لگ جاتا تو بہت فائدہ ہوتا۔ لطف تو جب ہے کہ ساری سلطنت ہمارے ہی ہاتھ لگے۔ اسی خیال سے یہ ترکیب لگائی گئی ہے کہ خوف ہے کہ چین کے باغی پھر سر نہ اٹھائیں اس لئے ہماری فوج کا یہاں مستقل طور پر قیام کرنا بہت ضروری ہے مگر یہی خیال ہر طاقت کے سر میں چکر لگا رہا ہے۔ ایک ہماری بھولی بھالی اور پاک نیت گورنمنٹ ہی ہے کہ اس کے دل میں ایسی بدنیتی کا خیال بھی پھٹکنے نہیں پایا ہے۔ لیکن یہ بھی تو نہیں ہو سکتا کہ دوسرے رقیب چالبازوں سے چشم پوشی کی جائے۔ انگلنڈ کی رعایا اس پر بہت برافروختہ ہو گئی ہے کہ ہم تو اپنی نیکدلی کی پیروی کر کے اپنی جانوں کی ہلاکت کا کوئی بھی معاوضہ حاصل نہ کریں اور دوسری طاقتیں چین میں گھس کر وہاں سے نکلنے کا نام نہ لیں۔ اور بڑے اندیشہ کی بات تو یہ ہے کہ اگر غیر طاقتوں کا چین میں قدم جم گیا تو ہمارے چینی مقبوضات کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے مگر لارڈ کرانبورن نے ممبران ہاؤس آف کامنس کی تسلی کر دی کہ اول تو غیر طاقتوں کی سلطنتیں وہاں مستقل قیام نہیں کر سکتیں۔ اور بالفرض انھوں نے اپنا قدم وہاں جما بھی لیا تو ہم غافل نہیں ہیں۔ بلکہ حتی الامکان یہی کوشش ہوگی کہ ان کو کوئی نفع پہنچنے نہ پائے۔

خدا ان ظالموں سے سمجھے

دول یورپ نے آجکل اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی مخالفت پر ایسی کمر باندھی ہے کہ شب و روز وہ اس سلطنت کی تنگی کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ اور بڑی بڑی طاقتوں کی دیکھا دیکھی کمزور ریاستوں کو بھی یہ جرأت ہو گئی کہ وہ بھی عالیشان سلطان کے منہ آئیں مگر ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا کے چاہنے کے لاکھوں اُمتیوں کی زبان میں کیا اتنا بھی اثر نہ ہوگا کہ رات دن گڑگڑا کر اُسکی جناب سے اس اسلامی سلطنت کے قیام و دوام کی دعا مانگتے ہیں اور وہ اسے قبول نہ کرے۔ ان شاء اللہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اس ایک ہی کیا کسی سلطنت کو خدا چاہے تو ہرگز زوال نہ آئیگا اور دنیا بھر کی دشمن دین سلطنتیں متفق ہو کر زور لگائیں تو ایک بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا ۔ اٹلی ہی کو دیکھئے کہ اسکی شامت نے جو دھکا دیا تو ترکی گورنمنٹ سے ایک اٹالین کی بے آبروئی کا تاوان طلب کر بیٹھا اور یہ ڈانٹ بتائی کہ اس مطالبہ کی تعمیل نہ ہوئی تو اپنے جنگی جہازات اُس طرف کو بھیج دینگے۔ اب سرویا والوں کے سر پر حماقت کا جن سوار ہوا ہے۔ سرحد البانیہ پر سرویا والوں نے بغاوت کا علم بلند کر دیا تھا اور غریب مسلمانوں کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ گو البانیہ کے سپاہیوں نے ان کی اچھی طرح گوشمالی کر دی۔ اور بغاوت کا اچھی طرح مزا چکھا دیا ہے۔ اچھے وقت تو سرویا والوں کو یہ نہ سوجھا کہ ہم غریب مسلمانوں پر جو جور و تعدی کر رہے ہیں۔ آخر اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ اور جب البانیہ والوں کی تلواروں کی چمک نے انکی آنکھ میں چکا چوند پیدا کر دی تو خواب سے چونک اٹھے۔ اور اپنی شرارتوں کو تو بھول گئے الٹا شور مچا رہے ہیں کہ مسلمانوں نے ہم پر ظلم کیا اسکا ہمیں ضرور داد ملنی چاہئے۔ ڈیوک الیگزینڈر اسی غرض سے قسطنطنیہ گئے ہیں۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے

بڑے وعدے کے پورے

دول یورپ کو یوں تو باہمی معاہدوں کا بہت بڑا خیال رہتا ہے اور ذرا جو کسی سے خلاف معاہدہ بات ہو گئی اور دخل در معقولات دینے کو بیچ میں کود پڑے مگر اپنے وعدوں کو تو ایسے بھول جاتے ہیں جیسے کبھی کئے ہی نہ تھے۔ اور خصوصاً اسلامی سلطنتوں سے تو انہیں ایسا خدا واسطہ کا بغض و حسد ہے کہ بات بات پر دین مسیح کی حمایت کے پردہ میں اپنا مطلب نکال لیتے ہیں تو اسکی وعدہ کیا دیتے۔ تمام دنیا میں ایک ہی بڑی اسلامی سلطنت ہے ۔ بھلا ہی کیا مجال کہ ہمارے فیصلہ میں ذرا بھی چون و چرا کرے ترکی سلطنت تو انکی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ اور ہمیشہ انہیں یہی فکر لگی رہتی ہے کہ کسی طرح اسکی بیخ و بنیاد اُکھاڑ دی جائے۔ مگر جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ دشمن لاکھ ہی سر پٹکیں متفق ہو کر زور لگائیں۔ مگر ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔ غرض کہ یہ تو مجال نہیں کہ ترکی سلطنت کو نقصان پہنچا سکیں۔ تو اب اس سلطنت کے مخالفین کی حمایت پر کمر باندھی ہے۔ یونان کے پرنس جارج کو صرف چند شرطوں پر کریٹ کا غیر مستقل گورنر مقرر کر دیا تھا اور اعلیحضرت سلطان المعظم نے بھی مصلحت وقت کے خیال سے کریٹ پر اپنے دشمن کو ہمیشہ کے لئے حاکم بنانا منظور فرما لیا مگر جب دول یورپ احسانات کو تو بھول گئے کہ پرنس جارج صرف تین برس تک غیر مستقل گورنر مقرر ہوا تھا اب اوس کے اختیارات وسیع کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور لطف تو یہ ہے کہ انھیں سے درخواست کی کہ تمہارے اختیارات بڑھانا چاہتے ہیں تمہیں منظور ہے یا نہیں۔ بھلا انہیں کیا انکار تھا اور پوچھ رہے ہیں بھلا وہ کیوں نہ منظور کرتا اور جب یہ جواب دول یورپ کو ملا تو بہت مہربان ہو رہی ہیں تو اسے بھی اندازہ جاہ و ادوگی سے اپنی چند دقتیں لکھ بھیجی ہیں اور دول یورپ بیٹھے خوشی

پھر جنون نے جوش کیا

ڈچوں کو خدا جانے کیا خبط ہو گیا ہے کہ اپنی ہی سلطنت تو ان سے سنبھالی نہ گئی۔ اور ہمارے بہادروں نے ان کو گھر نکالا کر دیا۔ مگر وہ دوسری طرف منہ مارتے ہیں۔ کئی بار منہ کی کھائی۔ مگر اپنی حماقت سے باز نہیں آتے بھلا ہمارے بہادروں نے ان کو اس قابل بھی رکھا ہے کہ وہ شیر کے منہ سے نوالہ نکال لیں۔ نامعقول فوج تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے مقابلہ کے لئے تمام برٹش فوج ٹرانسوال میں آ گئی ہے۔ اور اب میدان خالی ہے کیپ کالونی پر دھ بیٹھیں۔ مگر یہ معلوم ہی نہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے پاس فوج کی کمی ہی کیا ہے۔ اگر دنیا بھر کی طاقتوں سے ایک ہی ساتھ لڑائی چھڑ جائے۔ پھر بھی برٹش ممالک کا کوئی حصہ ایسا غیر محفوظ نہ ہوگا کہ دشمن جلدی کا نوالہ سمجھکر اسے ہڑپ کر جائیں۔ اور باوجودیکہ ایک دو مرتبہ انہیں اسبات کا تجربہ بھی ہو گیا۔ کہ کیپ کالونی میں ہماری کوئی دال نہ گلیگی مگر ابھی آنکھوں میں کیپ کالونی کی زرخیز زمین ایسی کھب گئی ہے کہ ٹرانسوال کی کانوں سے بھی انہوں نے ہاتھ اٹھا لیا۔ دو دفعہ کیپ کالونی پر حملہ کر چکے۔ اور دونوں دفعہ ایسی منہ کی کھائی۔ کہ کوئی حیا دار ہوتا تو اسطرف کا رخ بھی نہ کرتا۔ مگر ان کے سر پر سے جنون کا جن نہ اترتا۔ اب سنا جاتا ہے کہ فوج کیپ کالونی پر حملہ کرنیکی بہت بڑی تیاریاں کر رہے ہیں۔ کیا کریں۔ اسکی ہمارے بہادروں کو کیا نقصان پہونچ سکتا ہے۔ ڈچوں کو البتہ بدبختی نے دھکا دیا ہے جو ان کے سر میں یہ خبط سما گیا۔ مگر اسکا بھی علاج بہت جلد ہمارے بہادر کر ڈالیں گے۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ نا امیدی نے ڈچوں کے جوش کو اور بڑھا دیا ہے۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ع

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمکو بھی لے ڈوبینگے۔

اسلام کی ترقی

اگرچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا جوش اسلام اسقدر سرد ہو گیا ہے کہ انہیں مقدس دین اسلام کی اشاعت کیطرف ذرا بھی توجہ نہیں ہے۔ جو پیسہ کہ نیا نیا جاتا ہے جسے خدا نے ذرا آسودہ کر دیا۔ اور بس وہ مشغلوں کے پیچھے میں آ جاتا ہے۔ ہمیشہ یہی فکر لگی رہتی ہے کہ ساری دنیا کی دولت ہم ہی سمیٹ لیں۔ مگر خزانہ سے ایک کوڑی بھی اللہ کی راہ میں صرف نہ ہو۔ ہاں اگر کسی میں دریا دلی کا مادہ زیادہ جوش مارتا ہے تو بس عشرت پرستی اور دنیاوی عیش و آرام کو حاصل کرنے میں سارا جوش صرف کیا جاتا ہے۔ حمایت اسلام میں ایک کوڑی صرف کرنا بھی اسراف سمجھا جاتا ہے لیکن جس پاک دین کا خدا حامی ہو اسے ان غلامان نفس کی کیا پروا ہے مسلمانان ہند نے اشاعت اسلام کیطرف سے اگرچہ بالکل توجہ اٹھا لی ہے۔ اور نومسلم کو اتنا بھی سہارا نہیں ہوتا کہ وہ قوت لایموت ہی حاصل کرے مگر نومسلموں کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے۔ خدا نے جسکے دل میں ہدایت کا نور ڈالدیا۔ اور دولت آخرت سے مالا مال کر دیا۔ تو اسے دولت دنیا کی کیا حاجت ہے۔ ہنسراج نامی ایک برہمن نے اپنی ساری عمر سچے دین کی تلاش میں صرف کی کبھی عیسائی ہوا کبھی آریہ سماج کے مذہب میں داخل ہو گیا۔ پھر عیسائی ہوا مگر کہیں اوسکی تسلی نہ ہوئی۔ اور ہو تو کیونکر جسکے دل میں خدا نے دین محمدی کا نور ودیعت رکھا ہو وہ بھلا کسی دین باطل کی کیا حقیقت سمجھتا ہے۔ آخر غازیپور میں ماسٹر محمد عبداللہ صاحب نومسلم مہتمم مدرسہ فیض احمدی لکھنؤ سے مباحثہ ہوا۔ اور اوس کے دل میں یہ بات اچھی طرح جم گئی۔ کہ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے رسول برحق ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اسکے پیغمبر تھے اس جولائی کو مولانا محمد ابوالخیر صاحب سجادہ نشین کے دست مبارک پر

مشرف باسلام ہوا

اوس وقت کا عالم تو بس یاد نہیں ہے کہ حال سے پوچھئے جو اس مسجد میں حاضر تھے۔ جہاں یہ مبارک رسم ادا کی گئی مسجد بن سنور کر نئی نویلی دلہن ہو گئی تھی اور اسلامی جوش سے باہر سے بلائے مسلمان جوق در جوق چلے آتے تھے جہاں کہ دیکھا کی کارروائی میں مسجد میں جمع ہو گئے تھے۔ پہلے مولانا سجادہ نشین صاحب موصوف نے پر جوش الفاظ میں فضائل دین اسلام کے بیان سے حاضرین کو فرحت بے اندازہ بخشی۔ اور جسکے بعد ہنسراج کو صرف ایک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین سے پاک اسلام کے وسیع دائرہ میں داخل کر دیا اور اسلامی نام شیخ اسلام اللہ رکھا۔ اسوقت کی کیفیت کوئی اس میں بندی کے نئے مہمان کے دل سے پوچھے فرط شادی سے اوچھل رہا تھا۔ اور پاک نور نبوی کا دریا اسکے دل میں جوش مار رہا تھا۔ فرط انبساط سے مسلمانوں کے گلے میں لپٹے ہاتھوں سے پھولوں کے گجرے ہنسا رہا تھا اور انتہائی شوق اور پاک و صاف دل سے ہر مسلمان سے معانقہ کرتا تھا۔ اور لطف یہ کہ خدا نے اس نئے مہمان کیلئے اسلام کی مہمانی کا پہلے سے سامان مہیا کر دیا تھا۔ وہ جولائی روز جمعہ کو ایک عیسائیہ عورت جامع مسجد میں مولانا موصوف کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہو چکی ہے اب مولانا صاحب کا ارادہ ہے کہ شیخ اسلام اللہ کا عقد اس نومسلمہ سے کر دیا جائے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو اور یہ دونوں دین اسلام کے سایہ میں ہمیشہ عیش و آرام اور اتحاد و یکجہتی سے اس ناپائیدار زندگی کے دن بسر کریں۔

عیسائیوں کی آنکھوں سے تو اس خبر کے دیکھتے ہی آتش حسد کے شعلے نکلے ہوں گے۔ مگر اسکے سوا انہیں سے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ خود اس آتش رشک و حسد میں جل مریں گے۔ اور اگر اس سے بچنا چاہتے ہیں تو آئیں ہمارے مقدس دین کے وسیع حلقہ میں۔ اور آتش دوزخ کو بھی خود پر حرام کر لیں۔

بارے فیصلہ ہوگیا

صلح جنگ چین کے معاملہ مین جو پیچیدگیان پڑگئی تھین اسکے بہت کم امید ہو سکتی تھی کہ اسقدر جلد اسکا فیصلہ ہو جائیگا کیونکہ دو قوی سلطنتون کے درمیان اختلاف واقع ہو گیا تھا اور ہر طاقت کو اپنی ہی بات کی پچ تھی۔ اگر یہ معاملہ طول کھینچتا تو ضرور روس و انگلنڈ کے درمیان آتش رزم مشتعل ہوتی اور پھر بڑی مشکل سے وہ فرو ہو سکتی تھی کیونکہ دونون طرف کر سپاہی ایک دوسرے کے مقابلہ کے لئے تل بیٹھے تھے۔ اور روس تو مدت سے اسبات کا آرزومند ہے کہ انگریزون سے دو دو ہاتھ ہون تو شجاعت کی جوہر آزمائی کا خاصا موقع ہاتھ لگے مگر شکر ہے کہ اسبات کا فیصلہ ہو گیا۔ اور تمام دول یورپ کی مختلف رایون نے نتیجہ کے خوف سے اتفاق کر لیا۔ چین تو یہی چاہتا تھا کہ دشمن آپس مین کٹ مرین اور وہ انکی بیوقوفی پر ہنسکر چین سے حکومت کے مزے لوٹین۔ تاوان جنگ بھی بھگتنا نہ ہوگا اور نہ پھر کسی دشمن کا کھٹکا لگا رہیگا مگر اب اسکی ساری موہومی امیدین خاک مین ملگئین اور پھر وہی پھیکی بیگی۔ اور آئے دن کے فسادات کے اندیشے تھے باندھے ہوئے سامنے آکھڑے ہوئے آمدنی کی جو معقول صورت تھی۔ وہ تاوان کی بھینٹ چڑھگئی اور مصارف سلطنت کیلئے دول یورپ کا دست نگر رہنا پڑیگا اب تعجب نہین جو چین کوئی اور گل کھلائے مگر اس سے کیا ہو سکتا ہے یہی خوش قسمتی تھی کہ تمام طاقتون سے الجھ بیٹھا اور سلطنت ہاتھ سے نکل گئی۔ ورنہ تخت سلطنت کے عوض قید خانہ کی زمین ان کی آرامگاہ ہوتی۔ وہ تو یہ خیر ہوئی کہ خود دول یورپ کو اس امر کا کھٹکا لگا ہوا تھا کہ سلطنت چین کی جب تقسیم کرنے کی اگر ٹھہر گئی تو خون کا دریا بہے بغیر اسکا فیصلہ ناممکن ہے لڑائی کا تمام خرچ مل رہا ہے یہی غنیمت ہے۔

ہندی مسلمانون کی عالی ہمتی

چندۂ جہاز سہ ملیوے

نام	مقام	رقم	معرفت
حکیم حامد حسین صاحب	کمبھوڑ (کالی)	عہ	
مرزا اسکندر بیگ صاحب	بیالاجی (چیپہ)	للعہ	جناب قطب الدین صاحب
زبردست بیگ صاحب	// //	لعہ	سب جمعدار //
سردار عنایت بیگ صاحب	// //	لعہ	//
سہراب بیگ صاحب	// //	لعہ	//
اشرف بیگ صاحب	// //	لعہ	//
کریم بیگ صاحب	// //	۸ر	//
امیر بیگ صاحب	// //	سہ ر	//
ناز بیگ صاحب	// //	عہ	//
احمد بیگ صاحب	// //	۸ر	//
عنایت بیگ صاحب	// //	۳ر	//
نظر بیگ صاحب	// //	سہ ر	//
نظر بیگ صاحب ثانی	// //	۸ر	//
کریم بیگ صاحب ثانی	// //	سہ ر	//
زور آور بیگ صاحب ثانی	// //	سہ ر	//
رحیم بیگ صاحب	// //	سہ ر	//
نور الدین بیگ صاحب	// //	سہ ر	//
نظر بیگ صاحب ثالث	// //	۴ر	//
جہانگیر بیگ صاحب	// //	۸ر	//
امیر بیگ صاحب ثانی	// //	لعہ	//
زبردست بیگ صاحب ثالث	// //	عہ	//
عظیم بیگ صاحب	// //	سہ ر	//
سلطان بیگ صاحب	// //	۳ر	//
نظام الدین بیگ صاحب	// //	سہ ر	//
نظر بیگ صاحب رابع	// //	سہ ر	//

[illegible]

ہندی مسلمانون کی عالی حوصلگی

نام	مقام	رقم	معرفت
بہادر بیگ صاحب	بیالاجی (چیپہ)	۲ر	قطب الدین صاحب
عمر علی صاحب	// //	۲ر	سب جمعدار //
عبد الغنی بیگ صاحب	// //	۲ر	//
گلاب بیگ صاحب	// //	سہ ر	//
رستم بیگ صاحب	// //	سہ ر	//
منصب بیگ صاحب	// //	۳ر	//
مولوی علی نقی صاحب	کرشنولی (چیپہ)	سے	//
مرزا حارث بیگ صاحب	// //	لعہ	//
عنایت خان صاحب دفعدار	// //	للعہ	//
نظیر خان صاحب	// //	لعہ	//
احمد خان صاحب حوالدار	// //	سہ ر	//
صمد خان صاحب	// //	سہ ر	//
میر اکبر علی صاحب	// //	سہ ر	//
منیر خان صاحب	// //	سہ ر	//
واحد خان صاحب	// //	سہ ر	//
واحد خان صاحب ثانی	// //	سہ ر	//
میر مہدی حسین صاحب	// //	سہ ر	//
سید خان صاحب	// //	۲ر	//
قطب الدین صاحب سب جمعدار	// //	عشہ	//
حاجی تاج علی صاحب	کلکتہ	للعہ	
منشی احمد صاحب	//	للعہ	

[illegible]

میزان	۵۸۹ [illegible]
رقم سابقہ	[illegible]
کل میزان	[illegible]

یہ بھی اکتا گئے

نامعقول ڈچون نے تو ہمارے بہادرون کا ناک مین دم کر رکھا ہے۔ کمبختون کی ہڈیان چور ہوگئین مگر اپنی حماقت سے باز نہین آئے پھر بھلا ان کی اس بیحیائی کا کیا علاج ہوسکتا ہے۔ بہادرون کا جو کام ہوتا ہے آپکے ہمارے سپاہیون نے بہت خوبی سے انجام دیا۔ ڈچون کی ایسی خبر لی کہ تمام دنیا ہماری بہادری کی قائل ہوگئی ہے۔ ہزارون کا عدم آباد پہونچا کر دیا۔ ہزارون کو اپنی حماقت کے پاداش مین قیدخانہ کی تنگ و تاریک کوٹھریون مین بند کر دیا۔ ہزارون کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا دیا۔ مگر وہ بھی کہ بمصداق رسی جل گئی پر بل نہین گیا۔ ابتک وہ اپنی شرارت سے باز نہین آتے۔ لارڈ رابرٹس نے جب دیکھا کہ اب جوہر شجاعت کے دکھانیکا موقعہ نہین رہا اور باوجود دیکھا انکا دوہی تین حملون مین پٹیھن نکال دیا۔ مگر یہ کسیطرح ہماری غلامی کا طوق نہین پہنتے۔ تو وہ تنگ آکر انگلنڈ کو چل دیئے۔ اور بیچارے لارڈ کچنر ان بیحیائون کی خبرگیری کے لئے وہان چھوڑ دیئے گئے۔ انہون نے بھی بہت زور لگایا کہ وہ کسیطرح سیدھے ہوجائین مگر غلط تھا امید وہ اور شیر ہوئے جاتے ہین۔ کہین ٹرین پر حملہ کرکے اسے جلا دیا۔ کہین ہماری فوج کو غافل پاکر اسپر حملہ کر دیا۔ غرض کہ آئے دن ایک نہ ایک گل کھلاتے رہتے ہین۔ لارڈ کچنر بیلچے تھاس بہروسہ پر رہے کہ آخر کہان تک یہ ادہم مچائینگے۔ جب ہماری بکثرت مسلح فوج ایک ایک کو پکڑ کر عدم آباد پہونچا دیگی تو خود راہ پر آجائینگے۔ مگر اب اونہین بھی یقین آگیا کہ یہ بیحیا ڈچ کے مانس اس قابل نہین ہین کہ خواہ مخواہ اپنی مذہبی اور شجاعت کا سارا جوش انہین پر صرف کیا جائے پہلے اب ارادہ کرلیا کہ ابتدا اور دسمبر مین لندن جائین اور دو مہینہ ٹھہر کر پہر ہندوستان آئین اور افواج ہند کی کمانڈر انچیفی کے مزے اڑائین۔

دہنا ہاتھ کٹ گیا

عقلمند جفاکش تجربہ کار اور اپنے شوہر کی مطیع بیوی بھی انسان کے لئے ایک نعمت غیرمترقبہ ہے۔ رنج والم کے وقت اوسکے مصائب مین حصہ لیکر دلجوئی اور غمخواری سے اوسکے ہموم و غموم کی آگ پر پانی ڈالدیتی ہے اور اسکی ہر راحت و رنج مین شریک ہوکر اوسکے دل کو فرحت و تشفی بخشتی۔ یون تو ہر شخص کے لئے سعادتمند بیوی بہت بڑی نعمت ہے لیکن مسٹر کروگر کی لیڈی صاحبہ کی شوہر پرستی سے تمام شریف عورتون کو سبق حاصل کرنا چاہئے اب فرمائیے ایسی بیوی کا دائمی فراق اوس کے شوہر کو کسقدر رنج اور افسوس ہونا چاہئے۔ مسز کروگر نے اپنے پیارے شوہر کی مفارقت کا غم سہتے سہتے ہمیشہ کے لئے اس تفرقہ افگن آسمان سے منہہ چھپا کر قبر کے گوشہ عافیت مین جگہہ کی۔ اور اپنے ہموطنون کی بیبسی و بیکسی کو دیکھنے کا اپنی آنکھون کو متحمل نہ پاکر آنکھین اسطرح بند کردین کہ اسوقت تک کھولنے کا نام نہ لیگی جبتک داور محشر کے آگے سب اپنے اپنے جرائم کی سزا بھگتنے کو بلوائے نہ جائینگے۔ وہان اپنی مظلومی کی دادرسی کی امید پر یہ بھی فریادیون کے گروہ مین کھڑی رہیگی۔ مگر یہ مظالم اسپر کس کے ہاتھون ہوئے اسکو اس پیارے شوہر کے ہاتھون جسے یہ جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتی تھی اور اوسکی خدمت کو اپنی زندگی کا موضوع سمجھتی تھی۔ لا شبہ دہنا اسکی بہبودی کی فکرون مین لگی رہتی تھی۔ امور خانہ داری مین تو ہر شریف بیوی اپنے شوہر کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتی ہے مگر مسز کروگر امور سلطنت مین بھی مسٹر کروگر کا ہاتھ بٹاتی تھی اور یہ کہنا بیجا نہوگا کہ مسٹر کروگر کا دہنا ہاتھ کٹ گیا۔ ایسی رازدار غمخوار اور دلسوز بیوی کی اگر مسٹر کروگر کو بھی مین جیسی قدر تھی تو اب سفر ویدار نہین آٹھ آٹھ آنسو رونا پڑیگا۔ اور عجب نہین جو یہ تعلقات دنیوی سے کنارہ کش ہوجائین۔

خدا ترقی دے

ہندوستان مین مسلمانون مین تجارت کا کہانتک شوق ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کیونکہ اگر مسلمان تیموریون کو آبائی ورثہ ملا تو اونہین اوسکے نخرے لوٹنے ہی سے فرصت کہان جو خواہ مخواہ تجارت کی فکرون مین مبتلا ہون۔ اور جو غریب ہین اون مین توکل کا مادہ بھی قدر ضرورت سے زیادہ بھرا ہوا ہے کہ اگر دو دن کو ملازمت مل گئی اور بس بیفکر ہوگئے۔ مگر ہزار ہزار شکر کہ اب مسلمانون کی آنکھین بھی کھلی ہین اور غیر قومون کی دوڑ دہوپ نے انھین بھی ہشیار کردیا ہے۔ ہم پہلے بھی اپنے اخبار مین لکھ چکے ہین کہ [illegible] کی ایک چھوٹی سی جماعت یہان سے بغرض ترویج تجارت لندن گئی ہے اور اب بڑی مسرت سے ظاہر کرتے ہین کہ یہ حضرات یعنے "حاجی حافظ محمد فخرالدین صاحب آنریری مرچنٹ کمشنر آگرہ کانپوری شیخ حاجی الٰہی بخش صاحب تمباکو سگریٹ مرچنٹ کلکتوی مسٹر عبدالعزیز صاحب اور مسٹر عارف صاحب معہ ایک ملازم بذریعہ کالی دونیا سٹیمر جمعہ کو صبح کے ۸ بجے بخیر و عافیت بمبئی آگئے۔ اس وقت نزول رحمت کا جوش تھا۔ استقبال کے لئے کانپور۔ آگرہ۔ کراچی وغیرہ سے لوگ بمبئی تشریف لائے تھے۔ ہم بھی اپنے احباب سوداگرون کو اس سفر دراز سے بعصمت و سلامتی واپس آنیکی مبارکباد دیتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خدا ان کے ارادہ مین برکت دے۔ کیا اچھا ہوتا اگر ہندوستان کے تمام مسلمانون کے دلون مین اسیطرح تجارت کا شوق موجزن ہوتا کیونکہ اگر ہماری قوم غربت کی گھاٹی سے نکل سکتی ہے تو صرف تجارت ہی کے ذریعہ اور جبتک فلاکت و افلاس اسکے مفارقت نہ کریگا اسوقت دنیوی عزت کے علاوہ اشاعت اسلام مین بھی اس سے کوئی مدد نہین ہوسکتی۔

معرکہ آرائی

ریاست سرمور ناہن اور ہماری آزادرائی

یہ ریاست جسکا نام آپنے پیشانی پر جلی قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے کوہستانی علاقہ میں واقع ہے۔ اس پہاڑی ریاست کے بزرگ کئی صدی قبل ریاست جیسلمیر کے علاقہ پر حکومت کرتے تھے۔ ۱۳۶۰ء میں جب سلطان فیروز شاہ تغلق نے ریاست جیسلمیر کو فتح کیا۔ اور اسلامی حکومت کا پرچم ریاست کے قلعہ پر لہرانے لگا تو اس خاندان کے بزرگ وہاں سے علیحدہ ہوگئے۔ لیکن انصاف پسند بادشاہ نے یہ غیر آباد کوہستانی علاقہ عطا کیا جسکا نام سرمور معروف ناہن ہے ۱۸۰۹ء تک نہایت امن کیساتھ سلسلہ حکومت قائم رہا۔ دفعۃً زمانہ نے رنگ بدلا۔ اور وہی فیروز شاہی بخشش رئیس کی آنکھوں میں پانچ صدیوں کے بعد پھر گیا۔ اس وقت راجہ کرم پرکاش بہادر رئیس تھے کہ راجہ نیپال نے فوجکشی کی۔ اور راجہ کرم پرکاش بہادر نے ریاست کو علیحدہ ہوکر گورنمنٹ عالیہ سے امداد طلب کی۔ گورنمنٹ عالیہ نے بخیال قدامت ونیز بخیال انصاف راجہ کرم پرکاش بہادر کی مدد کی۔ اور نیز دیگر راجوں سے جو ریاست ناہن کے ہمسایہ تھے مدد دینے پر مجبور کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ کرم پرکاش دوبارہ اپنی ریاست پر قابض ہوگئے۔ اور گورکھیہ فوج وہاں سے بیدخل ہوکے واپس گئی۔ یہ ۱۸۱۵ء کا واقعہ ہے۔ اسی سال میں نیپالی فوج بسرکردگی جنرل امر سنگھ تھاپہ سپہ سالار افواج نیپال راجہ بلاسپور کے علاقہ پر حملہ آور ہوئی اور علاقہ چھین لیا۔ ریاست بلاسپور کوہ ہمالیہ کے نشیبی قطعات میں واقع ہے۔ جانب شمال دریائی ستلج ہے۔ گورنمنٹ نے یہاں سے گورکھوں کو نکال دیا۔ اور دوبارہ راجہ کو راج عطا ہوا۔

ریاست نیپال اور ریاست ناہن کا پہاڑی سلسلہ ایک ہی ہے۔ اور تواریخ سے دو خاندانوں کا مورث اعلیٰ ایک شخص ٹھہرتا ہے۔ فی الحال جب گورنمنٹ نے ریاست سرمور کو نیپالی حملہ آوروں کے چنگل سے بچایا اسوقت آمدنی ریاست کی بہت کم تھی۔ بعد اوس کے علاقہ کیارہ دون اس ریاست میں شامل کیا گیا۔

راجہ کرم پرکاش کے سرگباش ہونیکے بعد راجہ فتح پرکاش بہادر جانشین ہوئے۔ اون کے بعد راجہ شمشیر پرکاش بہادر جانشین ہوئے۔ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں راجہ شمشیر پرکاش بہادر نے دلی عقیدت اور جوش کیساتھ گورنمنٹ کی اعانت اور وفاداریکا کافی ثبوت دیا۔ بعد تسلط گورنمنٹ کیطرف سے بصلہ خدمات نمایاں خلعت خوشنودی پانچہزار روپیہ کا عنایت ہوا۔ راجہ شمشیر پرکاش بہادر بڑے بیدار مغز اور لائق تھے اونکی وقعت اور عزت گورنمنٹ کے یہاں ریاست کی حیثیت سے زیادہ سمجھی جاتی تھی۔ بعد سرگباش ہونے راجہ شمشیر پرکاش کے راجہ صاحب حال گدی نشین ہوئے۔ جو ایک لائق تعلیمیافتہ جنٹلمین ہیں۔ سلامی اتوپ کی ۱۱ ضرب ہوتی ہے۔ آمدنی ریاست کی ہم ٹھیک نہیں بتلا سکتے۔ گورنمنٹ برطانیہ ریاست سے کچھ خراج نہیں لیتی ہے مگر بوقت ضرورت فوج سے امداد کیجاتی ہے۔ یہ ریاست انڈیپنڈنٹ (خود مختار) ہے ۱۸۱۵ء سے ابتک یہ ریاست برابر گورنمنٹ کی خیرخواہ ہے۔ احاطہ پنجاب کی ریاستوں میں ریاست ناہن پرانی اور خاندانی ریاست تسلیم کیجاتی ہے۔

راجہ صاحب حال نہایت ہی متین اور خلیق ہیں اونکے ذاتی جوہر خلق اور صفاتی علم ایسے محیط ہیں جو رعایا انکا ہر مرتبہ ثناخوان ہے۔ شجاعت ہمت تو آپکا خاندانی جوہر ہے۔ جہاں تک ہم اپنے خیال کو وسیع کرتے ہیں موجودہ راجہ صاحب کی ذات کو ریاست کیواسطے نہایت غنیمت پاتے ہیں۔ بعض کوردشمنوں کا ذکر نہیں جن کے دلمیں بغض بھی ہے اونسے بحث نہیں لیکن جو شخص ذرا بھی انصاف کو کام دیگا۔ وہ ہرگز راجہ صاحب حال کو ایسے لکھوں سے یاد نکریگا۔ جیساکہ زین الدین آفت مقیم سہارنپور پنجہ فولاد بمبئی میں ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ میاں آفت نے نامہ نگاری کے زعم میں آفت ہی جوت دی ہے ہمنے کئی مرتبہ "ریاست سرمور ناہن" کے عنوان سے مضامین پنجہ فولاد میں دیکھے اور وہ ایسے تھے جن پر بارہا بخیال آزادی ہمکو چند سطریں لکھنے کا شوق پیدا ہوا لیکن کسی مصلحت سے مناسب نہ جانا۔ آج پنجہ فولاد مطبوعہ ۱۷ جون ۱۹۱۰ء ہمارے سامنے کھلا ہے۔ اور ہم اسی مضمون کو دیکھ رہے ہیں جو صفحہ کے کالم ایک سے شروع ہوا ہے۔ راجہ صاحب کی پالیسی پر نکتہ چینی کرنا بھی اگرچہ خلاف ہے نہ کہ خاص اونکی ذات پر۔ (باقی آئندہ)

مراسلہ

ضیغم شوخ چشم از لکھنو

خیرات و صدقات بھوپال

عرصہ سے دیکھا جاتا ہے کہ اس ریاست کی فیاضی و دریادلی پایۂ اعتدال سے بڑھکر اسراف کے درجہ کو پہنچ گئی ہے اور یہ اسکا سبب ہے کہ اس شہر میں اطراف وجوانب سے جوق جوق گداگر و مفلس آتے ہیں اور انکے گذر اوقات کیلئے جس قدر خیرات بٹتی ہے وہ کفتی نہیں ہوتی۔ صحیح امر یہ ہے کہ اگر کل ریاست بھی گداگروں کیلئے وقف کر دیجائے تو گداگروں میں کوئی کمی یا آسودہ حالی نہ ہوگی بلکہ اہل شہر کو اونکی صداؤں کے لپٹے سے اور زحمت کا سامنا ہوگا۔ علاوہ اس کے یہ مسئلہ بھی حل طلب ہے کہ ایسی خیرات دراصل موجب ثواب یا عقاب ہے۔ اور کون لوگ گداگری اختیاراً یا مجبوراً کرتے ہیں اگر افلاس محض ہے تو جو شخص جس پیشہ کے ہوں اون کے

کسب مین بازرہین اور اگر کوئی شخص بوجہ معمری یا اور
کسی وجہ کے کام سے معذور ہین تو ایسے لوگون کا نان
نفقہ اون کے خاندان سے دلانا چاہیے بصورت
دیگر عام رعایا سے چندہ کر کے خیرات فنڈ سے اوسکا
انتظام ہونا چاہیے خزانہ شاہی کا روپیہ ایسے مصارف
کے لئے نہین ہے کیونکہ وہ ایک امانت عام رعایا کی
ہے اوس کے اخراجات بظاہر ضروریات بمشورہ
رعایا ہونا چاہیے بہر حال معذور محض کو خیرات
دینا ایک ہمدردی انسانی ہے لیکن غیر مستحق کو جو
کام کر سکنے لائق خیرات دینا دراصل ایک عقاب
اخروی مول لینا ہے اور ہمیشہ کے لئے اونکو گدا گر
بنانا ہے اسلئے مناسب ہوگا کہ بہت جلد کمیٹی میں
ایک ایسے آوارہ گردکی فہرست بنوائی جاوے اور
اون کی قومیت وسکونت وپیشہ لکھا جاسئے اور وہ
جس کام کی طرف رجوع ہون اوسکے پیشہ مین سہولت
بہم پہونچائی جاسئے تو اس سے صرف یہ فائدہ نہ
ہوگا کہ فضول خیرات نہ دینا پڑیگا بلکہ صدہا دیہات
آباد ہونے سے محاصل راضیات مین بیشی ہوگی ۔
ایک وہ اولوالعزم مین جو ایک شخص کے جزایر آسام
وغیرہ مین آباد کر سکنے سے فی کس صرف دو چند مرتب
بیجا لیکا گوارا کیا گیا ہے اور ایک وہ ملک ہے جس
مین رعایا بکثرت موجود ہے لیکن کسی کو ہمیں رجوع نہین
کیا جاتا ہے لوگون کا خیال ہے کہ اگر گداگر لوگ ملکور
کہین آباد نہین کئے گئے تو عنقریب شروع بارش
پر وہی صورت ہوگی کہ جیسا کہ اور سالون مین بارش
کی ناقابل برداشت تکلیف سے نہزارہا بے خانمان
آوارہ گرد بے موت مرگئے اور ریاست کو علاوہ صرف
گورکفن کے بدنامی اپنے ذمہ لینی پڑی کہ اوس نے
حیات مین گداگرون کا کوئی معقول انتظام نہین کیا
حالانکہ گداگرون کے کثرت اموات سے آب ہوا
بھی اسوجہ ناقص ہوگئی تھی کہ ہزارہا آدمی بائی

امراض مین بمینت چڑھانا پڑے امید کہ ہمارے
جدید سلطانہ اس مفید عام تجویز کو ضرور پسند فرماوینگی
اور خاص اس معاملہ مین ایک کمیٹی منعقد کرینگی ۔

ہمدرد رعایا

کے آمدی کے پیٹ شدی

خدا کی شان ہے ابھی اخباری دنیا مین قدم رکھتے
دیر نہ ہوئی کہ لگے خربےدم کیطرح غرغرون غرغرون
کرنے جناب پہلے آپ اپنے جاکی تو خبر منائے
پھر انجناب علیہ الرحمہ کی سنہ آسئے شعر
رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو
جناب من صاحب ذرا چیخ بندور کھے رہیے
ورنہ بادولت کا جب ر گڑا دیکھو گے تو بجائے چار
چشمی کے کہین آنکھین نکل پڑین اور پھر ہہ کتے پھرتے
پھروانجناب مدظلہ العالی بقول خاقانی ہند اوستاد
ذوق دہلوی شعر
بہتر کرنے نہین جرن کہ تجکو سبقت
پر وہ کچھ ہم نے سنیگا جو کہیگا ہم کو
زیادہ قدم آگے نہین بڑہانے اگرچہ بھی آدمیت ہوگی
تو آسیکو بہت سمجھوگے اور اگر پھر کچھ چیخ چون کی تو
ہمارا قلم خارانشگاف ہوگا اور تمہارا کچا چٹھا ۔ کیون آیا
سمجھ کے کچھ بین کہ دو چار نشتر رسید کرون ۔

خارانشگاف

دہی کشتہ ناز ذبیح از بمبئی

ڈوب گئے

مولانا پنچ بہادر صاحب ۔ سلام ولام بالائے
طاق ۔ ڈوب گئے ۔ ڈوب گئے ۔ ڈوب گئے ۔ مین پوچھ

کون ڈوب گئے اجی حضرت کچھ نہ پوچھو ڈوب گئے ۔ ڈوب
گئے ۔ ڈوب گئے یار کچھ کہو گے بھی کون ڈوب گئے
پنچ بین سے گرگئے ڈوب گئے ۔ یا معشوق کی چاہ
ذقن مین عشاق ڈوب گئے ۔ یا ہند کے مسلمان حجاز
ریلوے کا چندہ دینے مین ڈوب گئے ۔ نہین صاحب
ڈوب گئے ۔ ڈوب گئے ۔ ڈوب گئے ۔ بھئی تم نے
تو مجذوبون جیسی بڑ لگادی ڈوب گئے ۔ ڈوب گئے
ڈوب گئے ۔ ناحق فکر مین جان جلتی ہے آخر کون ڈوب
گئے ۔ میان کیا کہون آجکل حیرت و تفکر کے گرداب
مین مستغرق ہون عقل کام نہین کرتے دنیا کی
حالت اور وضع کو دیکھ کر ہوش پراگندہ ہوئے
جاتے ہین ۔ ابھی پرسون ترسون کا ذکر ہے کہ منظور
کے چند سربرآوردہ شرفائی مبلغ سو روپیہ بطور
چندہ کے جمع کئے اور چند قصائی جولاہے ڈوم
دہاڑی اور خدا جھوٹ نہ بلوائے پوری کوڑی بھر
رنڈیون کو ہمراہ لیکر گونڈ والی باغچہ مین تشریف لے
گئے وہان جاکر آم کھائے خوب نوروز منایا اور
چہل کی اور ایک جھولا آنبہ کے درخت میں ڈالکر بڑی
باری سے خوب جھولے اور جھولنے کے وقت
زانو پر ایک ایک پری وش کو درمیان مین بٹھلا کر لے
مزے لیے بارہ ماسہ گایا گیا غرضکہ دنیا اور مذہب
کی کچھ خبر نہ تھی یاروگ اُن حرکات ناشائستہ پر خوب
قہقہے اڑاتے تو آخر کار سب کے سب ڈوب گئے
واہ پھر وہی ڈوب گئے ۔ کسطرح ڈوب گئے انہون
نے تو مزے اڑائے اور تم کہتے ہو ڈوب گئے
تمہارے سوالات نے تو بار پریشان کر دیا ۔ لو جواب
سنو اب مین صاف صاف بیان کئے دیتا ہون
اُس باغچہ کے اندر پانی اور کیچڑ سے بھرا ہوا ایک
ایک گڑھا تھا اس مین ایک نے ایک کو ڈوبنا شروع
کیا ۔ مجبوبی مختار عدالت وابعض نویس ہمزہ ابکار
غرضکہ جو لوگ اس مجمع مین شریک تھے ایک ایک کر کے

اس گڑہے میں ڈوب گئے اور کیچڑ سے لت پت کپڑے پانی میں شور بور رہے ہیں کے جست پاجامے اور کرتے بدن پر چسپاں ہوکر ایک قابل دید منظر تہا۔

بہیا پنچ بڑے افسوس کا مقام ہے ہم مسلمانوں کو ذرا غیرت اور پاس عزت نہیں اور قومی ہمدردی تو پاس ہو کر بھی نہیں نکلی۔ کاشکے اگر یہ کمبخت مبلغ ہزار سو روپیہ حجاز ریلوے کے چندہ یا کسی قومی کام میں صرف کرتے تو کسقدر نفع دنیا اور آخرت کا ہوتا۔

بدمعاشوں کا گروگھنٹال

م - ن - از مظفر نگر

چمن میں آمد بہار کی ہے گلوں نے جوبن ہیں سیکہ جانے
چہک رہی ہیں ہزاروں بلبل تمام گلشن مہک رہا ہے

پیارے رنگیلے بانکے پنچ - خدا آپکو قحط سالی کی بلا سے بچائے - اور ہر آفت سے امن میں رکہے - اونکو بتلائے پھرتے ہو آج ذرا حضور انجناب کی بہی دو چار دن چہار ٹرین سے لیجئے کیونکہ ابتک تو محنت گرمی سے مزاج کا تھرما میٹر ۱۱۰ درجہ سے بہی زیادہ تجاوز کر گیا تہا - بجز منہ لپیٹے پڑے رہنے کے کچہ سوجہتا ہی نہ تہا کاش میونسپل کمیٹی کے ممبر ہوتے تب بہی پنکہوں سے گذارا چل جاتا - مگر یہاں بجز دم کے اور کوئی ہمدم ہی نہ تہا خدا خدا کرکے اس موسم سے نجات پائی - قاصد نسیم نے آمد گل کی خبر سنائی - صبح کا سہانا وقت ہو کر ساون کی ننہی ننہی بوندیں عجب لطف دکہا نے لگیں نسیم جانفزا شب بیدار عاشقان کو جنہوں نے اپنے دامن تمنا کو گل وصال محبوب سے بہرا تہا - یا ان ہجرت نصیبوں کو جنہوں نے تڑپ تڑپ کر کسی شوخ کی یاد میں تمام رات آنکہوں میں نکالی تہی - کس قدر تسلی

دے دیکر سلانے لگی - مگر کون سوتا ہے - کسکو نیند آتی ہے وہ بار بار کروٹ بدل بدل کر یہ شعر پڑہتا ہے

بہار آئی چمن میں نہ آیا وہ افسوس
بہار پر بانہ نہ لیکن پہر ہے بہار وہن

مور وں کا شور بادلوں کا گہنگور اور بہی جہلکیاں سے بیکر بیچین کرنے لگا سا بہی رات بہر کا خمار آنکہوں سے نہ گیا تہا کہ بوندوں نے جسم پر چہینٹیں مار مار کر زخموں پر نمک چہڑکنا شروع کر دیا ہے

کار انگر گرتی ہے ہر بوند تن پر ہیں
کیا عجب گر ہوں ہرے داغ جگر برسات میں

ادہر تو سبزہ پوشان چمن ایک دوسرے کو ہنس ہنسکر گلے لگاتے تہے - ادہر تار گریبان ایک ایک کرکے جدا ہوئے جاتے تہے - کہیں پہول مارے خوشی کے کہلے جاتے تہے - یہاں سینہ و دل حسرت کی نگاہ سے دیکہ دیکہ کر گل ہوگل ہوا جاتے تہے - کبہی کسی لمبے لمبے بال والے کی تصویر میں شام اودہ پیش نظر ہوتی تہی اور جب کسی کے چاند سے مکہڑے کا دہیان آتا تہا تو صبح بنارس کا نقشہ آنکہوں میں سما جاتا تہا - کالی کالی زلفوں کے خیال میں غم کی گہٹا چہا جاتی تہی اور کا ہے یاد بانکپن دلبر الم کی بجلی گراتی تہی - غرضکہ یہ وقت نہ تو خواب تہا نہ خیال تہا اگر تہا تو نمونہ قدرت لایزال تہا - اور پہر یہ مقام جہاں حضور انجناب کا قیام ہے ہندوستان کا پیرس رشک کشمیر ہے - جس گلی کوچہ میں نکل جائیے پہولوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے ہر ایک ہوا کا جہونکا اس سرزمین کو رشک فردوس بناتا ہے یعنی درگاہ جناب خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہے - یہاں ہر وقت ابر رحمت سایہ کئے رہتا ہے - ہر دم حصول مقاصد کا مینہ برستا ہے - یہ بارش کا سمان دیکہکر ہر ایک بخیال خوش خطبے وارد کے مضمون میں محو ہو گیا سب خواب بیدار یکیں مہیا ہو گیا ہے - اور خصوصا

وہ جگہ جہاں وکٹوریہ اسکول واقع ہے اور باباغ میر شاہ علی کے نام سے موسوم ہے عجب دلکش مقام ہے - آبادی سے دور ہے ہر ایک قسم کی آسائش سے معمور ہے - اس اسکول کے اوستاد بڑے لائق فائق ہیں - جناب معلے القاب میجر ڈبلیو آر سنگر صاحب بہادر پرنسپل ہیں - جو حسن اخلاق میں لاثانی ہیں - اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جناب مبارک علیخان صاحب بہی قابل قدردانی ہیں - ان دونو صاحبان کی بدولت اس اسکول کو زینت ہے - تمام راجپوتانہ میں ان ہر دو صاحبان کی شہرت ہے - معدا اوستاد جناب ماسٹر غلام رسول صاحب و جناب ماسٹر شمشاد حسین صاحب اور ہیں - اگر ندکورالصدر صاحبان کو سپہر اخلاق و علوم فنون قرار دیا جاوے تو ان ہر دو صاحبان کو بہی مہر و ماہ مصدر الطاف و کرم و منبع علم و ہنر کہنا روا ہے - ان جملہ صاحبان کی محبت و شفقت سے جو طلبا برائے تعلیم یہاں آتے ہیں وہ اپنے عزیز و آشنا و وطن کو بالکل بہول جاتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ جیسی یہ عمدہ جگہ ہے ویسے ہی یہاں کے مکان بہی مسودہ صفات خجستہ خصال خداوند کریم نے عطا فرمائے ہیں اوسکا ہزار ہزار شکر ہے کہ اوسنے ایسی پُر فضا جگہ عنایت کی ولی اللہ کے زیر سایہ رکہہ کر اپنے صاحبان کی خدمت عطا فرمائی ہم بڑے زور کے ساتہہ اعلان دیتے ہیں کہ جن نئے فیشن کے منتظمین میں شملہ جانیکی وسعت نہو وہ یہاں موسم گرما تعلیم ہی کے بہانہ بسر کیا کریں -

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

یار وگلزار سے ہے گہنگور گہٹا چہائی ہوئی
کہدو توبہ شکنو سے کہ بہار آئی ہے

تاکار نامہ نگار - ایم سلیم - ایم خان وکٹوریہ اسکول متعلقہ درگاہ شریف اجمیر

ایک عیاش کی شادی

نہین کرتے یقین میاں اگر حضرت تو کیا غم ہے
ہوا نے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا

اوباشون کے سردار، عیاشون مین ذی وقار ڈیرہ پنجابادر ادام اللہ اخبارکم، خوب چمکے، ماشاء اللہ چشم بد دور۔ عمرت دراز۔ ابھی حضرت کس خواب خرگوش مین تھے۔ جون سے سوتے ہوئے اب جاگے۔ کیا کسیکے زیر مشق ہے۔ خوب پڑھایا ہے چڑو بی جی بھیجو۔ مگر واقعی ہے تو یہ سچ بات کہ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ❊ بسا کین دولت از گفتار خیزد ❊ شاید حضرت اسیطرح پھنس گئے۔ اسپر حیلہ شرعی۔ یہ بات تو مسلم ہے کہ کوئی ذرا سا بھی حسین ہو پھر دیکھئے اوس کے گلے پڑنے والے جمع ہوتے ہین۔ مگر پھر ایسا.. سہ جان نے گال جو گر سے دہ فرنگن دیکھے، کہیں قتل ہو مر گمان کی جو ٹیلیش سنئیے۔ غالب گمان کے مطابق صاحب ارادت کو لذات دنیاوی سے دست بردار ہے۔ اوسپر طرہ یہ کہ جام وحدت بیکر مدہوش ہے۔ مگر حضرت عشق تو پانی مین آگ لگاتے ہین۔ اگر کشش دل قوت مقناطیسی دکھا گئی تو کیا تعجب... عشق مین شرم سے فائدہ ہی کیا ❊ نیست آسان پنجہ بر زلف پریرویان زدن ❊ خون دل می باید اندر دیدہ ہا ریختن۔ مسئلہ مسلم ہے کہ ہجر یار وصل یار سے کہین بہتر ہے۔ شادی نہ ہوی دسکی حسرت ہی سہی۔ تصور وہ شی ہے کہ امر محال کا بھی نوٹ سامنے کر دیتا ہے۔ کسیکی لو لگی ہو۔ پھر دیکھئے کیسے کیسے منصوبے دل مین گھٹتے ہین۔ زاہد شب زندہ دار کے سامنے بہشت کوثر و سلسبیل ہی ہوگئی ہے۔ عاشق کے سامنے حضرت معشوق ہی ہون گے۔ بلی کو خواب مین چھیچھڑے ہی نظر آتے ہین لیکن نہ معلوم جاتے ہین کب خوان ناحق ❊ کہین اتفاق سے چنگل پڑ گیا بس ہم ہی ہم ہین۔ کوئی ایسا گھر اچھا مارینگا کہ بس....

رقیبان گرش برآواز دارند۔ ادنچو چین کہان۔ ہم تو ہم دوسرا کون۔ یہی تحریر کے مطابق ہے تو مجھے بھی شوق۔ ہون مین بھی اسی بات کا خواہان کتنے ہی مجھے بھی مال منظور ہے۔ لیکن مینے خود بھی دیکھا واقعی۔ آفت کو کہین۔ بلا کی انداز سے جا کے دل بھر گیا یاد نہ آیا پھر کہ ❊ کوچۂ زلف ہے اگر آپکا عزم بالجزم شادی کا ہے تو سنئیے میز تو ہون اسیر فریفتہ۔ آپسے اسقدر دریافت کرنا چاہتا ہون کہ حسن خداداد سے آپ بہرہ ور ہین کہ نہین۔ کیونکہ مین ازل سے ایسے ہی رعنا شمائل کے بحر زخار کا شناور ہون۔ مستی کی حالت مین آپ ہونگے۔ اور باقی دیکھئے رخسار غیرت گلزار کا محو نظارہ رہونگا۔ آپ کا کام تمام۔ اور دوگانہ ثواب۔ اسسے اور بہتر کیا ہے۔ نہین تو بس خاموش۔ زیادہ جرأت کی ضرورت نہین فقط تشریف کا ذکر آئے۔ شاید آپکی حسن و جمال دیکھکر آئینہ نما محو حیرت ہوجائے تو کوشش کا نتیجہ بھی کام مین نہ لانا پڑیگی۔ آپکی مشین بھی چل جائیگی۔ بہشت نوح علیہ السلام بھی خرچ ہوگا اپنا جہاز چلا دیگا۔ ہزارون ترسنے والے ہون گے واہ اچھی شادی ہے۔ گھر مین بیٹھے بیٹھے ہی شادی ہوگئی۔ حضرات ذرا ملاحظہ فرمائیے سہ دولہا بنا شاہ گل دھوم دہام سے ❊ مہندی رچی ہوئی ہے عروس بہار کی ❊ بیاہ کا سامان ہو رہا ہے محفل عیش و طرب برپا ہے۔ دوست آشنا عزیز اقربا سب موجود ہین۔ گھنگھور گھٹا ہے اور جوش سرور سہ بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ ❊ ہے ساقی ترا لاکھون برس آباد میخانہ ❊ فاصحاب آئے۔ نکاح ہوا۔ مبارکبادی کی دھوم مچی ہر زبان شیرینی تقسیم ہوئی۔ ادھر طبلے پر تھاپ پڑی گانا شروع ہوا۔ لوگ اسطرف مشغول ہوگئے۔ ادھر میان نوشہ ٹوٹکے ہوئے بیٹھے ہی تھے کہ یا کوئی شاہ کی طلبی گھر مین ہے۔ جھٹ پٹ پاجامہ سنبھالتے ہوئے اوٹھ بیٹھے۔ وہ انہین لیلئے۔ دو دکھنٹ ہوگئے لیکن مسافت کم ہوتی ہے۔ اب جنگل کے سوا بستی کب نظر آتی ہے۔ پہلا سلوک تو یہ ہوا کہ بجائے پان کے لینے سے حضرت کا منہ لال کیا۔ دست درازیون و لگاوٹ بازیان مزید برآن ننگا کر چھوڑ دیا۔ تمام رنگ مین بھنگ ہوگیا۔ آپکی دم مین مندہ یار زنا کی دوکان کی کین ہنڈل کا بیٹ۔ شادی کا پیام الفاظ مہملہ و تمسخر آمیز کلمات مین بذریعہ اخبار دیا جاتا ہے۔ ہتک عزت کا دعوی سر یہ۔ ابی لیسٹیو مجسٹریٹ کے اجلاس مین۔ عیاشی کا دعوی ہے لیکن ابھی پہنچنے نہین خیر جانے دو۔ اللہ رحم کرے۔ بہ معاش تو چل بسے اور وہ ادہی حالت مین رہگئے۔ نہ خدا ملا نہ وصال صنم۔ ذلت اوپر سے ہوئی۔ اگر کچھ اور ضرورت ہے تو انشاء اللہ آئندہ دیکھا جائیگا۔

۱۴ قسم

پہنچے ہم آتش زبان کو ضرر روشنی کہ کیا
شمع کو کرتا ہے روشن تر ستم گلگیر کا

بقلم

دھرواب خان بے مروت۔ وحشت پوری

گھٹائین جھوم کر اٹھی ہین مے پلا ساقی
ابھی تو موسم ابر بہار ہے ساقی

واللہ سچ تو یہ ہے کہ امسال بھی وہ شری گرمی پڑی جو بیان سے باہر ہے۔ وہ پرورش سما کیا در چھوڑنا بیچاران نصیبون کو رولانے کے سوا اور کچھ باقی نہین وہ تمام سوکھ گئے۔ اور ایسی گرمیان نمائین

کرنے میں چار چار بار نہانے کی ضرورت ہوئی۔

اور اوس کے ساتھ ہی وہ لوگ جو ام کے گوشے سے کم نہیں جو دات دن خس کی ٹٹیوں میں اوندھے پڑے رہتے ہیں وہ بھی اس گرمی سے عاجز آگئے مسجد کے ملا نے بھی اس گرمی کو دیکھ کر کانوں پر ہاتھ رکھنے لگے یہاں تک کہ بڑے بڑے نمازی اور پرہیزگار اس گرمی میں مبتلا ہو گئے۔

خدا خدا کر کے اب وہ بھی وقت آگیا جو آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھا گئیں اور کانوں کو پپیہوں کی مست کر دینے والی آوازیں آنے لگیں واقعی قدرت نے اس موسم برشگال کو بھی عجب عجیبوں کا جلوہ گاہ بنایا ہے جس میں وہ وہ سبزیاں نظر آتی ہیں کہ طبیعت بیچین ہو جاتی ہے۔

اسکا لطف تو کچھ اونہیں لوگوں کو معلوم ہوتا ہے جو اس موسم سے لطف اوٹھانا چاہتے ہیں۔ ورنہ ہمارے ملک کے بھوکاٹ اس کی قدر کیا جانیں۔ بلکہ یہ موسم تو اون کے واسطے وبال جان ہو جاتا ہے گھر سے نکلے نہیں اور گرے اور پڑے اور وہم ہوئے نہیں اب سکے کہ اگر انہوں نے اس سے کچھ فیض پایا تو یہ بیچارے گر پڑے اور وہ بھی اس طرح سے جیسے کوئی عاشق مزاج کسی مہوش کے چکنے چکنے گال دیکھ کر پھسل پڑتا ہے اسطرح وہ بیچارے سڑک پر گلاٹیں کھاتے ہیں۔

ہاں ان ولادیزایام کا مزا تو کچھ ہم سے ہی پوچھو گوارا ہوگا جو دو قدم چلنے کی تکلیف گوارا کرتے ہیں اور جنگل میں اسکا لطف دیکھتے ہیں ہائے وہ بھی عجب عیش و عشرت کا سا ملن ہوتا ہے جب کسی سبزہ زار میں چند گھنے درختوں کے نیچے یاران جلسہ کے ساتھ چہگوییاں ہوتی ہیں اور اسوقت پر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کا چلنا پانی کا برسنا بجلی کا چمک جانا اُف عجب دلچسپ سین ہوتا ہے

اور پھر اوس جلسہ میں دو چار پری چہروں کا ہونا اور ایک نیا لطف پیدا کر دیتا ہے۔ ادہر بادل گرجا ہم اون سے وہ ہم سے لپٹ گئے اور چٹاخ چٹاخ دو بوسے اودہر کے لئے اور دو اودہر کے اور جو زیادہ چڑانے کی امنگوں نے زور کیا تو پھر کیا تھا دست دراز بھی ہونے لگی غرض مختصر یہ ہے ؎

ساقی ہے سبزہ زار ہے ابر بہار ہے
جام شراب ہاتھ میں پہلو میں یار ہے

ہاں یہی سبب ہی یوں ہی کہ یہ موسم کچھ اونہیں لوگوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے جنکی بغل میں ایک حور وش ہو اور ہاتھ میں جام شراب وہ بھی کس جگہ جو انہیں مرغزاروں میں مگر بدنصیب مہجور اسکو کیا جانیں اون کی وحشت اگر سچ پوچھئے تو اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ بیچارے اگر جنگل میں بھی نکل جائیں تو اسی موسم میں اون کو وہاں بھی تو آرام نہیں ملتا۔ جو کہیں کوئی گل نظر آگیا تو اسی کی سانگی اور بانکپن ہی دیکھ دیکھکر رونے لگے اور بہت ہوا تو ایک پر درد آواز میں بن ون گانے لگے آف ایسے موقع جبکہ جنگل میں گھنگور گھٹا چھائی ہو اور بادل گرجتا ہو اسوقت خدا معلوم کیا کچھ نہ وہ فراقیہ اشعار اون ہجران نصیب عشاق کے دل پر اثر کر جاتے ہوں گے جو بیچارے بصد نالہ و آہ پکار پکار پڑھتے ہیں ؎

باغبان بیدرد ہے گل بیوفا گلچیں رقیب
کون سنتا ہے چمن میں نالہائے عندلیب

اسلامی دنیا

باقی آفندی نام ایک ولی صوفیہ پایہ تخت بلگیریا میں ۱۲۰۳ہجری سے مدفون ہیں۔ اون کا مزار مرمت طلب ہو گیا تھا۔ جو اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسلمین کی جیب خاص سے درست کر دیا گیا ہے تکمیل مرمت کی تقریب پر وہاں کے مسلمانوں نے بڑی دہوم دہام سے ایک مجلس منعقد کی جس میں ترکی کمشنر نجیب آفندی علیہ بھی شریک ہوا جو سبحی الملذ ہے۔

ترکی ملازمان صیغہ ڈاکخانہ جات کو ریلوے کمپنیوں نے سفر کے پاس دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جس پر محکمہ مذکور نے بابعالی سے شکایت کی ہے۔

ترکی قومی قرضہ کی مینیجنگ کمیٹی کو اپنے انتظام کے آٹھویں مالی سال ۱۳۱۶ھ میں مصارف عملہ وغیرہ نکال کر کل ۲۱۸۹۷۳۸ پونڈ کی خالص آمدنی ہوئی۔ جن میں سے ۲۰۲۰۳۰۱ پونڈ قرضہ کے سود کی ادائگی اور اصل کی جزدی بے باقی پر خرچ ہوئے اور باقی سرمایہ محفوظ میں رکھے گئے۔

ترکی گورنمنٹ کو بڑے زور سے مشورہ دیا جا رہا ہے کہ خانہ بدوش قبایل عرب و کرد و ترک کو کہیں مستقل طور پر آباد کر دیا جائے۔

جاسوسوں کی رپورٹیں

کلکتہ کی عدالت علیپور میں گوپی موہن سرکار زمیندار رشعدپور کو جبر زنا کیلئے ایکسال قید سخت ہوئی۔

مقدمہ کورٹ آف وارڈز غازیپور کا مفرور مجرم پریاگ لال بنارس میں پکڑا گیا۔ ۳ سال قید سخت مع جرمانہ ہوئی۔

مہاراجہ صاحب دربھنگہ اپنے یہاں ایک زراعتی مدرسہ جاری کیا چاہتے ہیں۔

کلکتہ کی کمیٹی چندہ قحط نے راجپوتانہ کے یتیموں کی امداد کیلئے ۴۰ ہزار روپیہ بھیجا۔ چار لاکھ بمبئی کے قحط زدوں کے لئے بھیجا ہے۔ لیکن یہاں سے اور ڈیڑھ لاکھ طلب کیا گیا۔

سری نگر و جموں وبائے ہیضہ سے پاک صاف ہیں۔ مضافات کشمیر میں پچھلے ہفتے ۱۰۱ کیس اور ۶۰ موتیں ہوئیں۔

قحط کمیشن کی رپورٹ اسی ہفتہ میں نافذ ہونیوالی تھی۔ نہ معلوم کیوں ملتوی کی گئی۔

شمالی بنگال ریلوے درمیان جنکشن تھیر سوگوڑہ و گولکوڑہ کثرت بارش کے باعث بہ گئی۔

آسام میں پچھلے سال قریب ۲۰ لاکھ بچوں کو ٹیکا چیچک لگایا گیا ہے۔ اصل تعداد ۲۰۰۴۱۰۲ ہے۔

کابل کی تازہ خبر ہے کہ امیر صاحب کی صحت کچھ عرصے سے مضبوط نہیں ہے۔ شکایت وہی نقرس کی ہے۔

آسام کے علاقہ چیرا پونجی میں اسوقت تک ۷۸۷ انچہ بارش ہو چکی۔ پچھلے سال اب تک ۲۲۵ انچہ تھی۔

ہندوستان میں قحط کے خیراتی کام پر ۵ لاکھ ۵۰ ہزار ۸۰۰ غربا ہیں۔ ہفتہ سابق سے بقدر ۴۰۰۰ کمتر ہیں۔

کلکتہ میں پریسیڈنسی جنرل اسپتال کے جدید عمارت تیار ہوئی۔ یکم اگست کو حضور لاٹصاحب افتتاح کریں گے۔

سوات کے سرداران شریف خان و سربلند خان میں خونخوار لڑائی ہوئی۔ برٹش ایجنٹ نے ان کو طلب کیا۔ دونوں خوانین مع جرگوں کے ملاکنڈ میں آئے تھے۔ کسی نے شریف خان کو گولی ماردی بچنا مشکل ہے۔

حیدرآباد شادی پالی ریلوے فراخ پٹری سے تنگ پٹری پر تبدیل کیجائیگی۔ یہ طے پا گیا ہے۔

شملہ میں یورپینوں کے لئے وکٹوریہ اسپتال بن رہا ہے۔ لوکل گورنمنٹ سے ۱۰۹۱۰۵ روپیہ ملے گا۔

کوچ بہار کالج سے ۲۰ طلبہ خارج کئے گئے۔ بورڈنگ ہوس میں گالی گلوچ پر فساد ہوا تھا۔

کانپور میں سکرٹری آریہ سماج دیانند سروپ (پلیڈر) نے لالہ بھگوان داس پر لائبل کی نالش کی۔ الزام یہ ہے کہ لالہ صاحب نے سوامی آلارام کا ہتک آمیز اعلان چھپوا کر شائع کرایا۔

لاہور کے بازار انارکلی کی آتشزدگی سے ۵۰۰۰ روپیہ کا تیل کیروسین جل گیا۔ اور مکان علاوہ تھا۔

جدید سرحدی صوبہ کے ریونیو کمشنر کا عہدہ مسٹر ادمز اے ڈی پنجاب کمیشن کو دیا گیا۔

کوچ ڈیرہ جات کے کمانڈر جنرل مل صاحب انسپکٹر جنرل افواج والنٹیر ہند مقرر کئے گئے۔

میونسپل انتخاب شملہ میں لالہ جیالال بازار وارڈ سے پہنچے گئے محمد فخرالدین خان صاحب ملکہ منتخب ہوئے۔

پنجاب گورنمنٹ کی بدولت شملہ میں ۲۳۹ دفتروں کی مستقل بستی ہوتی ہے جو دفاتر وغیرہ سے متعلق ہے۔ ۱۳۲ افسر ہیں ۵۷ کلارک ۲۰۷ خانگی خدمتگار ۱۴۰ چپراسی ۵۹ خدمتگاران دفاتر ۵۰ ملازمین مطبع بمعہ قبایل۔

۲۴ جولائی کو خانبہادر نواب قاسم علیخان صاحب بہادر منتظم ریاست پاٹودی دہلی تشریف لائے اور ایام قحط سالی میں جو روپیہ گورنمنٹ سے ریاست کیواسطے قرض لیا تھا وہ داخل خزانہ کر دیا گیا۔

چھاؤنی سیتاپور میں ملکوں کو مقطر پانی جاری کرنے کے لئے ۷۵ ہزار منظور کیا گیا۔

حیدرآباد دکن میں قحط کے انتظام پر کل ایک کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ اور ۳۲ ہزار مربع میل رقبہ آفتزدہ تھا جسکی آبادی ۵۶ لاکھ ہے۔ ۶۰ لاکھ قرض لینا پڑا۔ خیراتی کام پر ۷۰ لاکھ خرچ ہوا۔ معافیات مالیہ اراضی کا خسارہ ۴۰ لاکھ تھا۔

دہلی ۱۷ جولائی کو گرفتہ دنیا بیگ خان سے جناب سید سبحان صاحب بہادر انسپکٹر پولیس کوتوالی نے بڑی کوشش اور جانفشانی کے ساتھ مسمی چھنو کو روپیہ بنانے وقت گرفتار کیا۔ ملزم کا بیان ہے کہ میں عرصہ ۲۰ سال سے روپیہ بناتا تھا اور اس سے پہلے ریزگاری بناتا تھا اور روپیہ صرف اسقدر بناتا تھا کہ جس میں میرا گذارہ ہو جاتا تھا۔ جو روپیہ اس وقت بنایا تھا وہ سنہ ۱۸۹۲ء کا تھا۔ ملزم زیر حوالات ہے اور تحقیقات مزید ہو رہی ہے۔

دہلی میں ۱۹ کی رات کو خوب بارش ہوئی۔ ۲۰ کو دریائے جمن بڑی طغیانی پر آیا۔ فالیز کو بہا کر لیگیا۔

۲۲ جولائی کو دہلی میں ایک ملاجی نے صدر بازار میں ایک عورت کی ناک کاٹ ڈالی۔ غل ہونے پر پولیس آئی اور ملاجی کو گرفتار کر لیا۔ عورت شفا خانہ علاج کے واسطے بھیجی گئی۔

بانکی پور کے فساد ایام محرم کا مقدمہ مسٹی مجسٹریٹ پٹنہ نے طے کیا ۱۷ میں سے ۵ ملزم رہا کئے بوجہ عدم ثبوت باقی بارہ ملزموں کو ڈیڑہ ڈیڑہ سال قید کی سزا دی ہے انمیں ایک ۷۰ سالہ بھی ہے جو ضیق النفس کا مارا ہوا۔

حضور والیسرائے کے رنگون پہنچنے کی تاریخ ۳ دسمبر قرار پائی اور ۵ کو یہاں سے روانہ ہوں گے۔

حضور وزیریوں نے ۱۰ تاریخ کو عیدکرہ ہند گی کے درمیان اور سلسلہ تارکاٹ ڈالا ہے۔

رنگپور کے اخبار بار بار پر دیلا راج کیطرف سے نالش لائبل دائر ہوئی وارنٹ بنام مالک ایڈیٹر نکلا مارچ اکٹ بلو سے کبلپور کے آگے رات کو چلتی بند ہے ماہ ستمبر میں یہ بندش رفع کیجاویگی ایسا سنتے ہیں

رنگون میں ڈھوبی لوگ کام بند کیا چاہتے ہیں میونسپل ٹیکس روپیہ ماہوار لگایا گیا وہ ان کو منظور نہیں ہے۔

سلہٹ علاقہ تھانہ نوبی گنج میں رعایا مصیبت زدہ ہے گورنمنٹ آسام سے دستگیری کی اپیل کی گئی ہے بلاسود قرضہ میں۔

ہندوستان میں قحط زدگان خیراتی کاموں پر ۴۴۹۹۵ میں انمیں مفت خوراک پاتے ہوا ۵۹٬۷۵۹۔

کلکتہ کے محلہ گوبرہ میں ایک جدید اسلامیہ قبرستان کیلئے میونسپلٹی نے اراضی خریدی بصرف ۱۴۱۴۲ روپیہ ہے۔

بنگال میں کابلی سودخواروں کے مظالم کے شکایت ہے۔ اہل بھیونڈی نے خاص فریاد کے تحقیقات کا حکم دیا گیا۔

حضور سر لاٹ شمالی مغربی معہ اہل بالقابہ آگرہ پہنچے۔ بریلی میں زراعتی بنکوں سے متعلق گفتگو فرمائی۔

یتیم خانہ بریلی کے متعلق پنڈت سیتارام مصر ایم اے کی کوشش سے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ۱۵ تاریخ کو کھولی گئی۔

کلکتہ مدرسہ کے پرنسپل عہدہ پر ڈاکٹر ڈینی سن راس مقرر ہوئے یہ یونیورسٹی کالج لندن کے فارسی پروفیسر ہیں۔

پیر شمشیر جنگ نیپال کی وزارت اعظم سے موقوف کئے گئے ۲ لاکھ روپیہ سال بطور گزارہ کے پائیں گے۔

بانکی پور کے فساد محرم کا اپیل کوشش ہے کہ ہائیکورٹ کلکتہ میں ہو سیشن جج پٹنہ سے امید انصاف نہیں۔

لدھیانہ کے مقدمہ جبس بیجا میں بجائے ایک کے دو ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہٹائے گئے۔

حاجی احمد سعید خان رئیس بھیکم پور نے علیگڑہ کالج کی شاخ مدرسہ کے وظائف کے لئے ۲۴۰۰ روپیہ سالانہ دینا کیا ہے۔

لاہور کے بازار انارکلی میں ۱۰ ہر کو وقت سہ پہر کیروسین تیل کے ایک ذخیرہ میں آگ لگی۔

کانگڑہ فاذ یبور کے حکم بحاکمین کے سنئے تحصیلدار کی بے ایمانیوں کے الزام کی تحقیقات فرمائیں یہ مجسٹریٹ درجہ سوم ہے۔ یہ الزام بابو سانول سنگھ نے لگائے ہیں جو سابق جج عدالت خفیفہ اور حال زمیندار خانہ سید وبنارس ہیں۔

کوئٹہ میں کمپنی توپخانہ کے لفٹننٹ کالڈیکٹ پر غازی نے ناکام وار تلوار کا کیا۔ پکڑا گیا۔ وہ مدہ پیٹ پر پٹی ڈاک کے سبب لے اس نالاج کے

دیہات پر ہو سال کے لئے تعزیری پولیس مقرر کی گئی ہمتھراسہ (ممالک متحدہ) میں ایک شیر مارا گیا سات آدمی کو کھا چکا۔ بہتوں کو زخمی کیا۔

نواب صاحب بہاولپور کی شادی بڑی دہوم دہام سے ہوئی ۲ ہزار سے زیادہ مہمان تھے نواب صاحب نے مقررہ اخراجات میں بھی بقدر نصف تخفیف فرمائی۔ اسلامی یتیم خانہ لاہور کو معقول مدد دے۔

کانپور میں حضور لاٹ صاحب جدید زراعتی کالج کی بنیاد رکھینگے۔ فراخی شہر کی تجویز کیلئے قطعی منظوری دینگے۔

دہوم دہامی مشاعرہ

یہ مشاعرہ بتاریخ ۱۶ اگست بروز پنجشنبہ قرار پایا ہے حضرات شعرا ۸ بجے کے اندر تشریف لائیں دس بجے کے بعد کسی کا انتظار نہ کیا جائے گا۔ اور مشاعرہ شروع ہو جائیگا۔ مصرع طرح

کیسے تیر انداز ہو سید ہا تو کر لو تیر کو

المستہجی

ممتاز و نشتر گھڑی ساز۔ بھنڈی بازار مکان عشرت

طاعونی شکار۔

تاریخ	مبتلا ہر طاعون	اموات طاعون	اموات کل امراض
۲۱ جولائی	۱۵	۲۳	۱۰۹
۲۲ ر ر	۲۱	۱۴	۱۳۱
۲۳ ر ر	۱۶	۱۴	۱۰۸
۲۴ ر ر	۶	۱۹	۱۱۴
۲۵ ر ر	۷	۱۶	۱۳۱
۲۶ ر ر	۱۶	۱۰	۹۱

مطبع حمیدی واقع بمبئی بھنڈی بازار میں حکیم محمد عبد الحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا